ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (May to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر حاکم علی برڑو

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد ۔

شاہ عبداللطیف بھٹائی پر سندی تحقیق: ایک جائزہ

Dr. Hakim Ali Burrio
Assistant Professor, Department Pakistani Languages, AIOU, Islamabad.

An Analysis of Acadmic Research on Shah Abdul Latif Bhitai

"The Sindh region is significant to Sufi philosophy. The literature and language of Sindhi origin have a long and rich history. In 1689 CE, Shah Latif was born into a Sayyid family. In addition to coming from a well-respected family, Shah Latif also had a higher place in the social class system. Shah Latif, though, denied this idea of social superiority. He distanced himself from these conventional privileges and established relationships with society's underprivileged and marginalized groups. Developing close ties with the public was more important to him than standing with the ruling class or other political elites. This paper critically assesses the scholarly research on Shah Latif by analysing and discussing it".

Keywords: *Philosophy, History, Social Class system, Development, Political elites.*

سرزمین سندھ اپنے صوفی فکر کے حوالے سے پوری دنیا میں ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔ ہزارہا برسوں پر محیط سندھ کی تاریخ میں مختلف مذاہب کا ذکر ملتا ہے، جن میں بدھ مت، جین دھرم، ہندو ازم، اسلام اور دیگر مذاہب شامل ہیں اس وقت سندھ کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے، مگر تمام مذاہب اور مسالک میں ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جس کی سب سے بڑی وجہ صوفی فکر ہے۔ اس فکر نے لوگوں میں سے مذہبی انتہا پسندی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سندھی زبان و ادب کی تاریخ بھی بہت قدیم ہے ہمیں سندھی شعر و ادب کے آثار دورِ حکومت (۷۱۲ء تا ۱۰۵۰ء) سے ملتے ہیں۔ باقاعدہ شاعری سومرہ دورِ حکومت (۱۰۵۰ء تا ۱۳۵۰ء) سے ملتی ہے۔ قاضی

قادن (۸۷۰ھ - ۹۵۸ھ) کو سندھی زبان کا سب سے پہلا باقاعدہ شاعر ماناجاتا ہے۔ قاضی قادن عمران سے قبل کے کچھ شعراء کا کلام بھی ملا ہے، جن میں اسماعیلی فرقے کے داعی پیر صدر الدین شاہ (۱۲۹۰ء - ۱۴۰۹ء) اور دیگر شامل ہیں۔

"اسی طرح بابا فرید گنج شکر (۱۱۸۲ء-۱۲۸۰ء) نے بھی سندھی اشعار کہے ہیں، جن پر آغا سلیم صاحب نے تحقیق کر کے کتاب لکھی ہے ، جو سندھی ادبی بورڈ نے شایع کروائی ہے "۔[۱]

سندھی زبان کے دیگر شعراء میں شاہ عبد الکریم بلڑی والے، میاں لطف اللہ قادری، شاہ عنات رضوی، شاہ عبد اللطیف بھٹائی ، مخدوم محمد زمان لنواری شریف والے ، سچل سرمست، خلیفونبی بخش فقیر قادر بخش بیدل، حمل فقیر، سامی، شیخ ایاز ، استاد بخاری اور دیگر شامل ہیں۔ ہر ایک شاعر کا اپنا اپنا مقام اور منزلت ہے۔ مگر سب میں نمایاں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی ہیں۔ ان تمام شعراء نے جو کلام کہا ہے، اس میں انسانذات کی بھلائی اور آپس میں محبت واخوت بڑھانے کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے۔ ہمارے یہاں ترقی پسندانہ خیالات ابتدا ہی سے پائے جاتے ہیں، جبکہ دنیا کے شعر وادب میں اٹھارویں صدی کے میں روشن خیالی کی تحقیق کی ابتدا کی گئی۔ اس کے بعد ادب میں مختلف رجحانات، نظریات اور تحاریک نے سر اٹھایا جن میں رومانیت، وجودیت، علامت نگاری، جدیدیت، حقیقت نگاری وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی (۱۶۸۹ء تا ۱۷۵۲ء) کے دور میں سندھ پر کلھوڑہ خاندان کی حکومت تھی۔ شاہ صاحب کی پیدائش ایک سید گھرانے میں ہوئی۔ انکے والد محترم شاہ حبیب بھی ایک شاعر تھے اور شاہ لطیف کے آباؤ اجداد میں سے شاہ عبد الکریم بلڑی والے بھی قادر الکلام شاعر تھے۔ شاہ صاحب معاشرے کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے ، جس کو سندھ میں نہ صرف بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ طبقاتی نظام میں اسے برتری بھی حاصل تھی۔

لیکن شاہ لطیف کو یہ برتری پسند نہیں تھی۔ انہوں نے ان روایات کو ٹھکر اکر اور خواص کو چھوڑ کر معاشرے کے نچلے درجے کے لوگوں سے ناتہ جوڑا، جس میں جو گی فقیر ، محنت کش اور عام آدمی شامل تھے۔ خصوصی طور پر انہوں نے سندھی سماج کے مظلوم ترین طبقے خواتین کے حقوق کے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (May to June 2022)

لیے آواز اٹھائی انہوں نے حکمرانوں کے بجائے عوام سے رشتہ مضبوط کر کے حق کا نعرہ بلند کیا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے تکالیف بھی برداشت کیں۔

آہستہ آہستہ وہ خواص سے دور ہو کر عام لوگوں کے دلوں میں بسنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ لطیف کا کلام جنگل بیلوں میں بھی گونجنے لگا۔ انپڑھ لوگوں کے سینے میں بھی محفوظ ہونے لگا۔ لوگ شاہ صاحب کے کلام کے حافظ بنتا شروع ہوئے۔ ہر رنگ و نسل، قبیلے، مذہب اور مسلک اور نظریے سے وابستہ لوگ اپنی گفتگو میں شاہ صاحب کے اشعار نہ صرف پڑھنے لگے بلکہ ان میں سے کئی اشعار ضرب المثل بھی بن گئے۔ شاہ لطیف سندھ کے لوگوں کے دلوں میں رچ بس گئے ہیں۔ ان کی وفات کو ۲۸۱ برس سے زائد عرصہ بیت گیا ہے، لیکن ان کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سندھ میں سب سے بڑا اجتماع شاہ سائین کے سالانہ عرس مبارک پر ہی ہوتا ہے، جس میں سندھ کے ساتھ ساتھ پاکستان کے دیگر صوبوں اور بیرونِ ملک سے بھی عقید تمند تشریف لاتے ہیں۔

پروفیسر علی حیدر ملک صاحب شاہ صاحب کی مقبولیت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

> "جیسا کہ سب کو معلوم ہے شاہ لطیف سندھ میں پیدا ہوئے تھے اور ان کا ذریعہ اظہار سندھی زبان تھی۔ یہ بات سندھ اور سندھی زبان و ادب کے لیے یقیناً باعث افتخار ہے لیکن اپنے افکار و خیالات کے اعتبار سے شاہ سائیں صرف سندھ کا نہیں پورے پاکستان، تمام مسلمانوں اور ساری انسانی برادری کا ورثہ ہیں"[۲]۔

شاہ صاحب جب اپنا کلام پیش کرتے تھے تو اسے ان کے فقیر یا تو یاد کر لیتے تھے یا پھر لکھ دیتے تھے۔ زیادہ تر کلام یاد کیا جاتا تھا۔ اس کلام کو یکجا کر کے حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی کی وفات کے ۴۲ سال بعد قلمبند کیا گیا، جس کا نام رکھا گیا گنج، جس کے کاتب فقیر سید عبدالعظیم عرف وڈل شاہ تھے ، جنھوں نے یہ قلمی کتاب ۰۷ جمادی الثانی ۱۲۰۷ھ پر لکھ کر مکمل کی۔ یہ شاہ صاحب کے کلام پر مبنی یہ پہلا رسالہ ہے۔ بعد میں اسی کو بنیاد بنا کر "شاہ جو رسالو" کے مختلف نسخے تیار کئے گئے۔ مختلف علماء نے شاہ صاحب کار سالہ اپنے اپنے علم و دانش کے مطابق ترتیب دیا ہے، الفاظ کے معنی اور تشریحات کی ہیں۔ ان میں کچھ رسالے قلمی ہیں تو کچھ مطبوعہ ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (May to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

شاہ صاحب سندھ کے عوام میں تو بے پناہ مقبول تھے اور ہیں مگر خواص میں ان کی پذیرائی بہت کم تھی، جس کی بڑی وجہ ان کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنا تھی۔اکثر اہل علم لوگ جو خواص میں شامل تھے ، وہ سندھی زبان وادب سے بہت ہی کم آشنا تھے۔وہ حکمرانوں کے قریب تو تھے مگر عوام سے دور تھے۔وہ اس زمانے کی سرکاری زبان فارسی میں شاعری کرنے والے شعراء کو ہی صحیح معنوں میں شاعر سمجھتے تھے ، یہی وجہ ہے کہ ؛ شاہ لطیف کی وفات کے بعد جو کتابیں لکھی گئیں، ان میں شاہ لطیف کو وہ مقام نہیں دیا گیا، جو سندھ کے عوام نے انہیں دے رکھا تھا۔منظور احمد کناسر و اپنی کتاب "شاہ عبداللطیف بھٹائی: حیات وافکار" میں لکھتے ہیں کہ :

> "شاہ صاحب کے کلام پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ان کی سوانح اور ان کے دور کے حالات پر بہت کم لکھا گیا ہے۔سب سے پہلے میر علی شیر قانع ٹھٹوی نے شاہ صاحب کی وفات کے ۳۷ سال بعد اپنی کتابوں تحفۃ الکرام ، مقالات الشعراء " اور " معیار سالکان طریقت میں بڑے اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔[۳]

میر علی شیر قانع فارسی کے بڑے عالم تھے۔انہوں نے شاہ صاحب سے متعلق اختصار سے کام لیا، مگر اس کے برعکس انگریز علماء نے شاہ صاحب پر بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔سب سے پہلا مطبوعہ شاہ جو رسالو" بھی ایک جرمن اسکالر ارنیسٹ ٹرمپ نے ترتیب دے کر ۱۸۶۶ء میں جرمنی سے شایع کروایا۔شاہ صاحب کو صحیح معنوں میں سرکاری سطح پر Recognition ان کی وفات (۱۷۵۲ء) سے لگ بھگ ایک صدی گزرنے کے بعد ملی، جو سندھ پر انگریز دور حکومت کی ابتدا (۱۸۴۳ء) سے شروع ہوتی ہے۔اس دور میں شاہ جو رسالو پہلی مرتبہ شایع ہوا۔اس کے بعد مختلف علماء نے شاہ جو رسالو ترتیب دیا، جن میں ہو تچند مولچند گر بخشانی، مرزا قلیچ بیگ ، کلیان آڈوانی، علامہ آئی آئی قاضی، عثمان علی انصاری، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ، بانہوں خان شیخ اور دیگر شامل ہیں۔ان میں سے سب سے زیادہ تحقیق دور حاضر میں ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے کی ہے۔

ہم شاہ صاحب کو عظیم شاعر کا درجہ دیتے ہیں۔یہ عظمت سب سے پہلے ایک انگریز عالم ڈاکٹر ایچ۔ٹی۔سورلے نے ثابت کی، انہوں نے اپنی کتاب " Musa Purvagans میں دنیا کے اعلیٰ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (May to June 2022)

ترین شعراء کا تقابلی جائزہ پیش کر کے شاہ صاحب کو سر فہرست ثابت کیا ، وہ لکھتے ہیں کہ : "میری رائے میں شاہ لطیف اس ملک میں پیدا ہونے والے تمام شعراء سے بڑے شاعر ہیں (ڈاکٹر فہمیدہ حسین کے پیش لفظ میں شامل سندھی ترجمہ سے اردو ترجمہ کتاب بھٹ جو شاہ، مصنف ایچ۔ٹی - سورے، مترجم عطا محمد بھنبھرو) سور لے صاحب نے 1952 (Musa Purvagans)ء میں لکھی، جو ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی، جس میں دنیا کے (۱۳) ایچ۔ٹی۔کلاسیکل شعراء کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔

> "شاہ صاحب پر اکیڈمک تحقیق کی ابتدا بھی ایچ۔ٹی۔سور لے صاحب نے کی۔سور لے صاحب اسکاٹ لینڈ کے باشندے تھے، جو انگریز دور حکومت میں ۱۹۳۲ء میں سکھر کے کلکٹر بھی مقرر ہوئے "۔[۴]

انہوں نے انگریزی میں کتاب "Shah Abdul Latif of Bhit" لکھی ، جس پر آکسفورڈ یونیورسٹی نے انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری دی اور آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے اس کتاب کو ۱۹۴۰ء میں شائع کیا۔یہ شاہ لطیف پر سب سے پہلی پی ایچ۔ڈی ہے۔

> " سندھ کی جامعات کے سندھی شعبہ جات میں (۸۰) سے زیادہ پی ایچ۔ڈیز ہو چکی ہیں، جن میں سب سے زیادہ شاہ لطیف پر تحقیق کی گئی ہے ، جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں" [۵]

سندھی ثقافت اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی ، ڈاکٹر شاہنواز سوڈھر ، ۱۹۸۸ء، جامعہ سندھ
شاہ لطیف کی شاعری میں علامت نگاری، ڈاکٹر غلام نبی سدھایو، ۱۹۸۹ء، جامعہ سندھ
شاہ کے کلام کی روشنی میں سندھی عورت کا مطالعہ ، ڈاکٹر حسن بانو سومرو، ۱۹۸۹ء، جامعہ سندھ
شاہ لطیف کی شاعری میں عورت کا روپ، ڈاکٹر فہمیدہ حسین، ۱۹۹۲ء، جامعہ کراچی
شاہ لطیف کی جمالیاتی شاعری کا تحقیقی جائزہ ، ڈاکٹر شگفتلا سہوانی، ۱۹۹۳ء، جامعہ سندھ
شاہ لطیف کے دور کے حالات، ڈاکٹر غلام حیدر چنو ، ۱۹۹۶ء ، جامعہ کراچی
شاہ لطیف کی شاعری میں تشبیہات اور استعارے ، ڈاکٹر ام کلثوم شاہ ، ۲۰۰۲ء ، جامعہ سندھ
شاہ لطیف پر کی گئی تحقیق کا جائزہ، ڈاکٹر غلام مصطفی کھڑو ، ۲۰۰۴ء، جامعہ سندھ
شاہ لطیف کے دور کے مذہبی و تعلیمی حالات، ڈاکٹر انیس فاطمہ سومرو،۲۰۰۶ء، جامعہ کراچی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (May to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

شاہ لطیف کی بولی (Diction) کا تنقیدی جائزہ ، ڈاکٹر فہمیدہ شاہ، ۲۰۰۷ء

شاہ لطیف کی شاعری میں اسلامی اقدار ، ڈاکٹر عبدالرحمن جسکانی، ۲۰۰۸ء، جامعہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی، خیر پور

شاہ لطیف کے مرد کردار ، ڈاکٹر ابراہیم سندھی، ۲۰۰۸ء، جامعہ کراچی

شاہ لطیف کے دور میں تصوف کے سلسلے ، ڈاکٹر عابد مظہر ، ۲۰۰۹ء، جامعہ کراچی

شاہ لطیف کی شاعری میں جد وجہد ، ڈاکٹر شہناز سومرو، ۲۰۰۹ء جامعہ کراچی

شاہ لطیف کے کلام میں لوک ادب ، ڈاکٹر رحمان گل پالاری، جامعہ کراچی، ۲۰۱۱ء

شاہ لطیف کی شاعری میں جمالیات کا تصور ، ڈاکٹر شیر مہرانی، ۲۰۱۳ء، جامعہ کراچی

شاہ لطیف کی شاعری اور فکر پر ڈاکٹر در شہوار سید نے ، برطانیہ سے ۱۹۸۴ء میں پی ایچ۔ڈی کی

شاہ لطیف کا فکر و فہم ، ڈاکٹر عبدالغفار سومرو

شاہ لطیف پر تحقیق و اشاعت کا کام سندھ کی جامعات کے علاوہ ملک کی دیگر جامعات میں بھی ہوا ہے۔ اس طرح سندھی شعبہ جات کے علاوہ دیگر شعبہ جات اور اداروں میں بھی کام ہوا ہے۔

ہندوستان میں بھی شاہ لطیف پر تحقیق ہوئی ہے، وہاں کی جامعات میں پیش کئے گئے، پی ایچ۔ڈی مقالہ جات کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

Shah Abdul Latif his life and work، ڈاکٹر موتی لال جو توانی، دہلی یونیورسٹی، ۱۹۷۳ء

Shah Latif and his Time، ڈاکٹر ستند اس جھانگیانی، ۱۹۷۶ء

جائسی اور شاہ کے پریم ساگر عناصر ، ڈاکٹر سشیلا موٹوانی، راجستان یونیورسٹی

شاہ‌لطیف اور سچل سرمست کا تقابلی مطالعہ، ڈاکٹر بلدیو مٹلائی، ممبئی یونیورسی[۶]

شاہ لطیف پر ایم فل کی سطح کا کام ہوا ہے اور ایم فل کے مونو گراف بھی لکھے گئے ہیں۔ مندر ذیل ایم فل بھی شامل ہیں

شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے مطبوعہ رسائل کا تنقیدی جائزہ پروفیسر خورشید عباسی، جامعہ کراچی، ۱۹۹۴ء پاکستان اور ہندوستان میں شاہ عبد اللطیف بھٹائی پر ایک تو براہ راست پی ایچ ڈی مقالہ جات لکھے گئے، دیگر ایسے مقالہ جات ہیں، جن کے موضوعات تو مختلف ہیں جیسا کہ ، صوفی ازم، سندھی کلاسیکل

شاعری وغیرہ ان میں بھی بڑا حصہ شاہ لطیف پر تحقیق کا ہے۔ ایسی صورتحال میں یکسانیت اور Repetition عیاں نظر آتی ہے۔ اکثر مقالہ جات میں شاہ صاحب کی زندگی کا احوال بھی دہرایا گیا ہے۔ یہ عمل نشر و اشاعت اور پیغام رسانی کے لیے تو فائدہ مند ثابت ہوتا ہے، مگر مناسب نہیں۔ تحقیق کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ محققین اب تحقیق کے ایسے گوشے اور زوایے تلاش کریں، جو عالمی معیار کے ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں کارآمد بھی ہوں۔

شاہ لطیف کے کلام و پیغام پر تحقیق، اشاعت اور پھیلاؤ کے لیے حکومت سندھ کا محکمہ ثقافت، اس کے ماتحت ادارے بھٹ شاہ ثقافتی مرکز، شاہ لطیف تحقیقی سیل سندھی ادبی بورڈ، سندھی لینگویج اتھارٹی، شاہ عبد اللطیف بھٹائی چیئر، کراچی یونیورسٹی شاہ لطیف ریسرچ سیل، جامعہ سندھ اور دیگر ادارے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح حکومت پاکستان کے ادارے اکادمی ادبیات پاکستان اور لوک ورثہ بھی کام کرتے رہتے ہیں۔ شاہ صاحب پر سندھی زبان میں سب سے زیادہ کام ہوا ہے، اس کے بعد اردو اور انگریزی زبان میں کام ہوا ہے۔ شاہ جو رسالو کے تراجم مختلف زبانوں میں شایع ہو چکے ہیں، جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

۱. رسالہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی ،اردو منظوم ترجمہ : شیخ ایاز
۲. رسالہ شاہ عبد اللطیف بھٹائی ،اردو منظوم ترجمہ :آغا سلیم
۳. کلام شاہ عبداللطیف بھٹائی، نثری اردو ترجمہ: ڈاکٹر وقار احمد رضوی اور ڈاکٹر اباز حسین قادری
۴. Melodies of Shah Abdul Latif Bhitai (Volumes)، اردو اور انگریزی ترجمہ : آغا سلیم
۵. Shah Jo Risalo alias Ganje Latif ، انگریزی ترجمہ : آغا محمد یعقوب
۶. Risalo of Shah Abdul Latif Bhitai
۷. Risalo of Shah Abdul Latif Bhitai) ۷ انگریزی ترجمہ پروفیسر آمنہ خمیسانی ، (Selections) انگریزی ترجمہ: ایلسا قاضی
۸. Risalo of Shah Abdul Latif ۸ انگریزی ترجمہ: فقیر عبدالغفور الستی
۹. السید عبد اللطیف رحمتہ اللہ علیہ الشاعر الکبیر فی الباکستان، عربی ترجمہ : ڈاکٹر فضل رحیم سومرو

۱۰. شاہ دار سالہ، سرائیکی ترجمہ : استاد لغاری

۱۱. شاہ بھٹائی دار سالہ ، پنجابی ترجمہ: کرتار سنگھ عرش

۱۲. Illustrated verses of Shah Abdul Latif Bhitai، مصور : علی اکبر سومرو

اسی طرح فارسی، بلوچی، براہوی اور دیگر زبانوں میں بھی منتخب اشعار کے تراجم ہو چکے ہیں، سب سے زیادہ تراجم انگریزی اور اردو زبان میں ہوئے ہیں ان میں سے اکثر تراجم محکمہ ثقافت، حکومت سندھ نے شایع کر وائے ہیں۔تراجم اور پی ایچ ڈی مقالہ جات کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں شاہ صاحب سے متعلق کتب لکھی گئی ہیں، جن میں سے اردو زبان میں لکھی گئی / ترجمہ کی گئی کتابوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔

حوالہ جات

۱۔ بابا فرید گنج شکر جادوہا، (سندھی ترجمہ) آغا سلیم، انسٹیٹیوٹ آف سندھیالوجی، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، ۱۹۹۰، ص۶

۲۔ مجلہ "برگ گل (شاہ لطیف بھٹائی نمبر) ایڈیٹر: پروفیسر علی حیدر ملک، وفاقی اردو کالج کراچی، ۱۹۹۴, ص۷

۳۔ شاہ عبد اللطیف بھٹائی: حیات وافکار، منظور احمد قناصرو، سندھیکا اکیڈمی، کراچی ۲۰۰۹، ص ۱۰

۴۔ لطیف ذہنی چٹا بھیٹی ، کمال جامڑو، شاہ عبد اللطیف بھٹائی چیئر، جامعہ کراچی، ۲۰۰۵ء ص ۲۰

۵۔ شاہ لطیف جی شاعری میں جمالیات، ڈاکٹر شیر مہرانی، محکمہ ثقافت حکومت سندھ ، ۲۰۱۳ء

۶۔ بھارت میں شاہ لطیف پر تحقیق اور تنقید ، ڈاکٹر جگدیش لچھانی، تحقیقی جرنل کار و مجھر ، سندھی شعبہ ، وفاقی اردو یونیورسٹی، دسمبر2013ء ص،۵۰پ